

پاکستان کی نظریاتی اساس کے تقاضے اور موجودہ نصاب تعلیم

ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

خدیجہ اکبر خان

ڈاکٹر حافظ انس نصر^{**}

ABSTRACT

Pakistan is an Islamic country. The ideological basis of a Pakistan plays the vital role in the protection and progress of the country which has some particular needs for which the government manage all of the sources and resources and it also train the new generation to enable them to protect the ideological basis of the Pakistan where the curriculum can play the vital role.

It is very important to analyses that what are the particular needs of the ideological basis of the Pakistan and how the educational curriculum can protect and develop the ideological basis of Pakistan?

The objective of the study is to analyses the curriculum of Pakistan whether it meets the needs of the ideological basis of the Pakistan or not?

This study will be very helpful for the whole community but especially for the curriculum development committees, students and teacher who can understand the important role of the curriculum development to meet the needs of the ideological basis of the Pakistan.

KEYWORD: تعلیم، نصاب، نظریاتی اساس، اسلامی نظریہ حیات، دستور پاکستان

* پی ائچ۔ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

** اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور

ملک و قوم مخصوص نظریات کی بنابر وجود میں آتی ہیں اور ان کی بقا اور تحفظ کے لیے بھی کچھ مخصوص تقاضے ہوتے ہیں جن کے حصول کے لیے آنے والی نسلوں کی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے ایسا نصب تعلیم تشکیل دیا جاتا ہے جس سے ان تقاضوں کے حصول کو ممکن بنایا جاسکے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان کی بحیثیتِ اسلامی ریاست نظریاتی اساس کیا ہے؟ اس نظریاتی اساس کے کیا کیا تقاضے ہیں اور ان تقاضوں کے حصول کے لیے کون کون سے اقدامات کرنا ضروری ہے؟ اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہمارا موجودہ نصب تعلیم پاکستان کی اس نظریاتی اساس کے تقاضوں کے حصول کے لیے کس حد تک موثر ہے؟ اور اس میں کیا تبدیلیاں کرنا ضروری ہیں؟؟

اس تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ نصب تعلیم کا جائزہ لیا جائے اور اس کا تجزیہ کیا جائے کہ کیا ہمارا نصب تعلیم پاکستان کی نظریاتی اساس کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے یا نہیں؟

اس تحقیق سے نصب سازی کرنے والی کمیٹیوں کو رہنمائی حاصل ہوگی اور وہ نظریاتی اساس کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نصب تعلیم میں تبدیلیاں یا ترمیم کر سکیں گے اور نصب تعلیم کے معیار اور کوئی کو بلند کر سکیں گے۔

اس تحقیق میں پاکستان کی نظریاتی اساس اور اس کے تقاضوں کو زیر بحث لایا جائے گا اور موجودہ نصب تعلیم پر اس انداز سے بحث کی جائے گی کہ آیا وہ اس نظریاتی اساس کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے یا نہیں۔

پاکستان کی نظریاتی اساس

پاکستان کی نظریاتی اساس کا قیام دین اسلام پر ہے اور دین اسلام پاکستان کے مسلمانوں کو ایک ایسا ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے جو افراد کی دینی اور دنیاوی کامیابی کی ضمانت اور پاکستان کی نظریاتی اساس کا مکمل تحفظ ہے لیکن اسلامی نظریہ حیات کے تحفظ کے لیے دین اسلام ہی سیاسی تنظیم یعنی پاکستان کے قیام کے ساتھ ساتھ اس کے استحکام اور دفاع کو ضروری سمجھتا ہے کیونکہ کوئی نظریاتی اساس کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو اس وقت تک بیکار ہے جب تک اس پر مضبوط عمارت نہ کھڑی کی جائے اور جب اس عمارت میں رہنے والے اس نظریہ حیات پر عمل کرنے والے اور ایمان رکھنے والے افراد موجود ہوں، اس کے لیے مل کر کام کرنے کا ارادہ ان میں کار فرماؤ اور یہ افراد اپنے ارادے، ایمان اور عمل کرنے کے جذبہ پر جتنا زیادہ پختہ ہوں گے تو ان کی زندگی کا سفر بھی بہتر

انداز سے طے ہو گا،⁽¹⁾ یہی نظریہ حیات افراد کے ساتھ پاکستان کو اسلامی قوانین کے مطابق حکومت کرنے کا حکم بھی دیتا ہے جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے تمام ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے افراد کو اسلامی نظریہ حیات کے مطابق زندگی بسر کرائے اور ان کے درمیان اسلامی اقدار اور ثقافت کی نشوونما کرے⁽²⁾، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿أَلَا لِهِ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾⁽³⁾

”بِكُلِّهِ مُتَّلِقٌ بھی اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے)۔ یہ خدارب العالمین بڑی برکت والا ہے۔“

انسانی اجتماعیت جب اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اس نظریہ حیات کو اپنا لیتی ہے تو زندگی کے ہر میدان میں کامیابی و کامرانی ان کا مقدر بن جاتی ہے، تاریخ انسانی بھی اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی انسانی اجتماعیت نے وحی الہی کی ہدایات کے مطابق اپنی سیرت و کردار کی تشكیل و تعمیر میں غفلت، لاپرواہی اور بے نیازی اختیار کی تو تباہی ان کا مقدر بن گئی اور آج بھی انسانی زندگی کی ہولناکیوں کی ایک وجہ یہ بھی ہے: انسان کا اپنے خالق کے عطا کردہ نظریہ حیات سے بغاؤت کرتے ہوئے خود ساختہ نظریہ حیات میں انسانی راحت کی تلاش میں ہے جو انسانیت کو تباہی کی جانب دھکیلتی چلی جاتی ہے جس کی مثالیں ہمیں تاریخ سے ملتی ہیں جیسے دونوں جنگِ عظیم کے علاوہ فلسطین، بوسنیا، افغانستان، عراق، ایران، کشمیر اور برمائی ہولناک صور تھاں اور نتائج سب کے سامنے ہیں۔

آثارِ قدیمه کے ماہرین کا کہنا ہے کہ ان کی کئی صدیوں پر محیط تحقیقات نے یہی ثابت کیا ہے کہ ماضی میں جتنی بھی قویں گزری ہیں وہ قویں صرف اپنی نظریاتی استحکام کی بنیاد پر قائم تھیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے پاس مادی وسائل بھی وافر مقدار میں موجود تھے لیکن ان وسائل کے ساتھ ساتھ ان کا ایک مخصوص نظریہ حیات تھا جس کے استحکام اور دوام میں ان کے مذاہب نے بڑا ہم کردار ادا کیا، یہی مخصوص نظریہ حیات ان کی پہچان

¹- نعیم صدیقی، تعلیم کا تہذیبی نظریہ، الفیصل ناشر ان و تاجر ان کتب، لاہور، مئی 2009ء: ص 58

²- قریشی، ایم اے، پاکستان میں تعلیم کے تناظر، مجید بک ڈپ، لاہور، 1978ء: ص 271

³- الاعراف 54:7

بھی تھا اور ان کی بقا کا ذریعہ بھی تھا کیونکہ وہ اس نظریہ حیات کے تحفظ کو عبادت کا درجہ دیتے تھے اور تاریخ گواہ ہے کہ جس دن انھوں نے اپنے نظریہ حیات کو نظر انداز کر دیا اس دن ان کا زوال ان کا مقدر بن گیا اور اسی ہٹ دھرمی میں نہ صرف وہ معدوم ہو گئی بلکہ ان کا نظریہ حیات بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا اور آج ان کا نام لینے والا بھی باقی نہیں۔

یہ نظریہ ہی تو ہے جو انسان کو ہم آہنگ اور یکسو کرتا ہے، افراد کو باہم اتحاد و تکمیل سے مالا مال اور اعلیٰ اخلاق سے مزین کر کے اشرف الخلوقات کے عہدے پر فائز کرتا ہے اور ان افراد کی اصلاح کے ذریعہ معاشرے کی تعمیر و ترقی کرتا ہے اور ریاست کو ضابطہ حکومت بھی فراہم کرتا ہے۔⁽¹⁾ کوئی ملک جب کسی مخصوص نظریہ حیات کو اپناتا ہے اور وہ نظریہ حیات ایک طویل عرصہ تک اس ملک کے تمام افراد کی عادات میں شامل ہو جاتا ہے تو دوسرے ممالک اور قوموں کے درمیان یہ نظریہ حیات اس ملک کی نظریاتی پہچان ہن جاتا ہے اور جب تک یہ ملک اپنے نظریہ حیات کی بقا، تحفظ، نشوونما اور ترویج و اشاعت کے لیے نمایاں اقدامات کرتا رہے گا اور اس کے افراد اس پر عمل درآمد کرتے رہیں گے دوسرے ملکوں کے درمیان میں اس ملک کی نظریاتی پوزیشن مضبوط ہوتی چلی جائے گی جس کی بنیاد پر اس کی ساکھ مضبوط ہوتی چلی جائے گی جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دوسرے ملکوں پر اس ملک کا ایک رعب و بد بہ قائم ہو جاتا ہے جس سے اسے نہ صرف مادی ترقی نصیب ہوتی ہے بلکہ اس کا دفاع بھی مضبوط ہوتا ہے۔

دینِ اسلام کو خالق و مالک نے انسانی رہنمائی کے لیے بہترین شکل میں، عملی ثبوت اور عملی نمونہ کے طور پر نبی کریم ﷺ کے ذریعہ مکمل کیا، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ایسی عظیم ہستی بنا کر بھیجا کہ آپ ﷺ نے چند سالوں میں پوری دنیا کے سامنے مسلمانوں کی ایک مضبوط اور مستحکم نظریاتی پوزیشن قائم کر دی، آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین نے آپ ﷺ کی تعمیر کی ہوئی بنیادوں پر ملتِ اسلامیہ کی نظریاتی پوزیشن کو مزید مستحکم کرنے اور اس کی ترویج و اشاعت کا کام تیس سال تک جاری و ساری رکھا جو مزید ایک ہزار سال تک درختانِ اسلامی تہذیب و تمدن کی بنیاد بنی، ان ادوار میں اسلامی حکومتوں کے اتار چڑھاؤ بھی ہوتے رہے لیکن ان اتار

¹ علوی، مستفیض احمد، مغربی جمہوریت۔ حقیقت اور سراب، بہ اشتراک ادارہ نور سحر و بیت الحکمت، لاہور، 2003ء: ص 8

چڑھاؤ سے ایک بات اور ثابت ہو گئی کہ جو بھی اسلامی حکومت اپنی نظریاتی بنیادوں کی مضبوطی اور تحفظ کے لیے دین اسلام کا عطا کر دہ باقاعدہ ضابطہ حکومت اپناتی رہی وہ عروج کا سفر طے کرتی رہی اور جس نے اس سے انحراف کیا وہ بکھرتی چلی گئی۔⁽¹⁾

پاکستان بھی اسی نظریہ اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے اور اسلام ایک ایسی عالمگیر طاقت ہے جو پاکستانی عوام کو ایک نقطہ پر لاکھڑا کرتی ہے اور ان میں محبت، یگانگت اور اتحاد کا رشتہ استوار کرتی ہے اور موجودہ حالات جس ڈگر پر جا رہے ہیں ان میں پاکستان کا تحفظ اور استحکام انتہائی ضروری ہے تاکہ پاکستان ہر قسم کے اندر ونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ رہ سکے اور دنیا کی دوسری بڑی طاقتوں قوموں کے ساتھ ترقی کی منازل طے کر سکے لیکن پاکستان کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ اس کی عوام اسلامی نظریہ حیات کے مطابق اپنی زندگیاں گزار سکیں،⁽²⁾ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بھی کہا جاتا ہے اور اس قلعہ کی حفاظت انتہائی ضروری ہے تاکہ دنیا کو معلوم ہو سکے کہ پاکستان جس نظریہ کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا وہ نظریہ آج بھی موجود ہے بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہے اور آج ہر پاکستانی اپنے وطن عزیز کے دفاع کے لیے کسی قربانی سے بھی گریز نہیں کرتا لیکن یہی جذبہ یہی ایثار آنے والی ہر نسل میں بھی سراحت کرنا ضروری ہے تاکہ پاکستان دین اسلام کے قلعہ کی ترجیمانی کرتے ہوئے قیامت تک اس دنیا کے نقشہ پر قائم دائم رہے اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم پاکستان کی نئی نسل کو اس نظریہ حیات کا عادی بنائیں گے اور اس کے تحفظ کے لیے انھیں تیار کریں گے اور انھیں باخبر رکھیں گے کہ پاکستان کی نظریاتی اساس کیا ہے؟ اور اس کی نظریاتی اساس کو مضبوط کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟ تاکہ انھیں بھی اندازہ ہو سکے کہ آج پوری دنیا میں پاکستان کی جو حیثیت اور مقام ہے اس میں پاکستان کی نظریاتی اساس کا قلیدی کردار ہے وہاں انھیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ بحیثیتِ مسلمان اور بحیثیت پاکستانی انھیں پاکستان کی نظریاتی اساس کے تحفظ اور بقا کے لیے کیا کردار ادا کرنا؟⁽³⁾

¹- مغربی جمہوریت۔ حقیقت اور سراب: ص 9

²- پاکستان میں تعلیم کے تناظر: ص 264

³- عیسیٰ خان، محمد، تعلیمی فلسفہ اور تاریخ، علمی کتاب خانہ، لاہور، 1996ء: ص 244

پاکستان کی نظریاتی اساس اور تحریک پاکستان

قیام پاکستان کے لیے جب تحریک کا آغاز کیا تو ان کے ہاتھوں میں صرف نظریہ اسلام کی مشعل تھی جس سے تصور پاکستان کی چنگاڑی پھوٹی جس نے بر صیر کے مسلمانوں کے دلوں کو گرمادیا ایک الگ وطن کا بیج بویا جنہوں نے اپنے خون پسینے اور آنسوؤں سے اس نظریہ کی آبیاری کی جس کی بنی پاکستان ایک آزاد مملکت کے طور پر نمودار ہوئی اور آج ہم اس نظریاتی اساس (جز) کو پاکستان سے کیسے الگ کر سکتے ہیں آج پاکستان ایک تناور درخت کی مند ہے جس کی ہر شاخ، ہر پتے اور ہر پھول میں نظریہ اسلام نقشِ تقدیر بن کر ثبت ہے،⁽¹⁾ اور جڑ کے بغیر درخت کا وجود برقرار نہیں رہ سکتا یہی جڑ (اساس) درخت (پاکستان) کو ایک طرف مضبوطی فراہم کرتی ہے تو دوسری طرف اس کی نشوونما (ترقی و تعمیر) کے لیے اسے خوراک اور پانی بھی فراہم کرتی ہے، قیام پاکستان کے بعد اس نظریہ کے تحفظ کی ذمہ داری پہلے سے اور بھی زیادہ بڑھ گئی کیونکہ بر صیر پاک و ہند میں پاکستان کا قیام ایک مجنزہ سے کم نہیں تھا اور اس وقت مسلمانوں کے سامنے پاکستان ایک جنت کے ٹکڑے کی طرح تھا جہاں اب وہ آزادی سے اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں گزار سکتے تھے اور ایک ایسے خواب کی تعبیر انہیں مل چکی تھی جس کے لیے لاکھوں مسلمان جانوں کی قربانیاں دے چکے تھے قیام پاکستان کے بعد کوششیں ضرور کی گئیں کہ پاکستان کو اس کے نظریے سے الگ کر دیا جائے اور پاکستان کے ساتھ اس کے اسلامی نظریہ حیات کو بھی مسح کر دیا جائے لیکن اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان جن لوگوں کی قربانیوں سے وجود میں آیا ہے اور ایسے افراد جو آج بھی پاکستان کے لیے اپنی جانوں کی قربانیاں دینے سے گریز نہیں کرتے ان کی بدولت پاکستان تاقیامت دنیا کے نقشہ پر قائم رہے گا اور ترقی کی جانب ہمیشہ سفر جاری رکھے گا (ان شاء اللہ)۔

پاکستان کی نظریاتی اساس کے تقاضے

پاکستان کی نظریاتی اساس کے تقاضے

پاکستان جس نظریہ کی بنیاد پر قائم گیا اس کے تین اہم تقاضے ہیں جنہیں ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا

¹- تعلیم کا تہذیبی نظریہ: ص 58, 59

سکتنا پہلا تقاضا ایک ایسی "ریاست کے قیام کا تصور یا سوچ" ہے جس کی بنیاد نظریہ اسلام پر ہو اور جس میں اسلامی نظریہ حیات کو فروغ اور تحفظ حاصل ہو۔ دوسرا اہم تقاضا اس ریاست کو اسلامی ریاست کے پیکر میں تراثنا تھائیجنی اس اسلامی ریاست کے قیام کو عمل میں لانا، لیکن اسلامی ریاست کے قیام کے بعد یہ نظریہ یہاں ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کا ایک تیسرا اہم تقاضا یہ ہے کہ پاکستان کے پیکر میں یہ اسلامی نظریہ رو جن کر عمل آکام کرنے لگے¹، جو ہر دور میں ترقی کی منازل طے کرتا چلا جائے اور یہ ایک ایسا وطن ہو جس میں مسلمان آزادی سے اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں گزار سکیں۔ مسلمان اس وطن عزیز میں ایک قوم بن کر رہیں جس میں دین اسلام کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے یعنی ایک ایسی حکومت قائم کی جائے جو ریاست میں اسلامی قانون کے نفاذ کو ممکن بناسکے اور سب سے اہم بات اس میں اسلامی تہذیب و ثقافت کا پرچار اور غیر اسلامی تہذیب و ثقافت کا خاتمه کر سکے جس مقصد کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان حاصل کیا گیا۔ دین اسلام اتنا حسین اور منفرد نظریہ حیات فراہم کرتا ہے جس کی بدولت مسلمان سیکڑوں سال ہندوؤں کے ساتھ رہنے کے باوجود بھی ان میں ختم نہ ہو سکے اور اپنے تشخیص کو ہمیشہ قائم و دائم رکھا۔

یہی وہ تقاضے تھے جن کی بنیاد پر پاکستان حاصل کیا گیا اور اس کی تخلیق کا سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ دین اسلام پاکستان کی معاشرتی اور سیاسی زندگی کا رہنماء حاصل ہو۔ انہی تقاضوں کی تکمیل کی غرض سے بلاشبہ اس دور کے چند حکمرانوں نے ملک میں اسلامی قانون نافذ کرنے کی کوششیں بھی کیں²۔

قیام پاکستان کے نو سال بعد جب 1956ء میں پہلا آئین بننا اور پھر 1973ء میں پاکستان کا موجودہ آئین بناؤ اس میں پاکستان کے نظریاتی تحفظ کا پورا پورا اہتمام کیا گیا تو اس میں بھی ان تقاضوں کے حصول کے لیے وضاحت کے ساتھ یہ بیان کر دیا گیا کہ پاکستان ایک وفاقی جمہوریہ ہو گا، جسے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے پکارا جائے گا۔ اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہو گا اور قرارداد مقاصد میں دینے گئے اصولوں اور شقتوں کو دستور کا حصہ تسلیم

¹ ایضاً: ص 58

² اسلامی تحریک۔ در پیش چیلنج: ص 71

کیا جائے گا۔⁽¹⁾

کچھ دانشوروں کا خیال ہے کہ پاکستان دو قومی نظریے کی پیداوار تھا اور پاکستان بننے کے بعد وہ نظریہ ختم ہو گیا اس لیے ان تقاضوں کی اب کوئی اہمیت باقی نہیں رہی۔ حالانکہ اگر ہم تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کریں تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ پاکستان ایک تصور کی پیداوار ہے جس کے دو نکات ہیں ان میں سے ”دو قومی نظریہ“ اس تصور کا اہم ترین حصہ ہے جب کہ تصور پاکستان محض دو قومی نظریہ تک محدود نہ تھا۔ اس تصور کا پہلا حصہ دو قومی نظریہ تھا جو ایک حقیقت ہے کیونکہ صدیوں تک ہندو اور مسلمان اکٹھے رہنے کے باوجود کبھی ایک قوم نہیں بنے، ان کا تشخیص ہمیشہ جدا جدار ہا ہے وہ کبھی ایک دوسرے میں مدغم نہیں ہو سکے لیکن اس نظریہ یا سوچ کا واضح انداز میں دوسری تقاضا ہی تھا کہ اس کے لیے ایک ایسے الگ وطن کا حصول ممکن بنایا جائے جسے ”اسلامی اور فلائی ریاست“ بنایا جائے جس میں مسلمان آزادی سے اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزار سکیں اور اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کارلا سکیں،⁽²⁾ اور اپنے نظریہ کو حقیقت کاروپ دے سکیں، وہ ملکی وسائل کے مالک ہوں اور انہیں اپنی ترقی خوشحالی اور بہترین مستقبل کے لیے استعمال کر سکیں،⁽³⁾ جہاں وہ اپنا اسلامی نظام حکومت اور اسلامی نظام تعلیم واضح کریں اور عالمی سطح پر نام پیدا کر سکیں اور تصور پاکستان کا یہ حصہ ابھی تغیری کے مراحل میں ہے جس کی تکمیل اسلامی نظریہ یافت کے لیے انتہائی لازم و ملزم ہے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان ایک نظریہ کی بنیاد پر قائم ہو جو محض دو قومی نظریے کی بنیاد پر قیام پاکستان تک محدود نہ تھا بلکہ اسے ایک مخصوص اسلامی ریاست بنانا بھی اس نظریے کا اہم تقاضا تھا۔⁽⁴⁾ جس کے لیے اہم اقدامات کرنا بہت ضروری تھے لیکن اس جانب آج تک توجہ نہیں دی گئی۔

¹- اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، ص: 2

²- صدر محمود، پاکستان کی نظریاتی اساس، استفادہ: 1 جنوری 2018، اشاعت: <http://hilal.gov.pk/index.php/hilal-urdu/item/2758-2017-05-09-08-22-13>

³- پاکستان میں تعلیم کے تناظر، ص: 260

⁴- اسلامی تحریک۔ در پیش چلنچ، ص: 64

پاکستان کی نظریاتی اساس کے تقاضے اور موجودہ نصابِ تعلیم

ایمان کے بعد عمل صاحبِ دین کا بنیادی تقاضا ہے۔ اس میں مدد دینے کے لیے ضروری ہے کہ ریاستِ اسلامی نظریہِ حیات کو خالص اور بے آمیز طریقہ سے نافذ کرے۔⁽¹⁾ اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی ریاست تعلیم و تربیت کا خصوصی نظام ترتیب دے جو ایک نسل سے دوسری نسل تک نظریات کی ترسیل اور تحفظ کا امین ہو، دینِ اسلام کے نصبِ العین، پیغام اور مشن سے مطابقت رکھتا ہو اور اس پیغام کے مخالف فکری و اخلاقی رجحانات کو مسترد کر کے خودی، خودداری اور ایجاد و اجتہاد کی راہ اختیار کرنے والا ہو۔⁽²⁾

نظام تعلیم ہی کے ذریعہ نئی نسل کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے ترقی یافتہ دانشمند قومیں اپنے تعلیم و تربیت کے عمل میں مادی تعلیم کے ساتھ ساتھ نظریاتی تعلیم و تربیت کا بھی خصوصی اہتمام رکھتی ہیں۔ نظام تعلیم میں بنیادی چیز اس کے طے کردہ مقاصد ہیں جن کے حصول کو یقینی بنانے کے لیے نصابِ تعلیم مرتب کیا جاتا ہے یعنی نصابِ تعلیم کو مقاصدِ تعلیم کے حصول کا آلهہ کا بنایا جاتا ہے۔

نصاب کو انگلش میں کری کیولم (Curriculum) کہا جاتا ہے لفظ کری کیولم کا ماغذہ لاطینی زبان کا لفظ "Courier" ہے جس کے معنی ہیں "ہموار راستہ" یعنی ایسا راستہ جس پر چل کر کوئی بھی فرد اپنی منزل مقصود پر آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نصاب وہ راستہ ہے جس پر چل کر افراد، اور اقوام یا معاشرے اپنی طے کردہ منزل مقصود پر پہنچتے۔⁽³⁾

عربی زبان میں نصاب کا مادہ نصب ہے جس کے معنی علامت اور بلندی کے ہیں،⁽⁴⁾ یعنی نصاب فکر انسانی کی بلندی کی علامت ہے اور اس کے ذریعے افراد، اقوام اور معاشرے اپنی زندگی میں بلند مقام حاصل کرتے ہیں۔

¹- یوسف القرضاوی، فکری تربیت کے اہم تقاضے، مترجم: سلطان احمد صلاحی، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، طبع چہارم، 2006ء، ص 12، 13۔

²- تعلیم کا تہذیبی نظریہ: ص 27

³- شاہد، ایم اے، نصاب سازی اور انٹر کشن، مجید بک ڈپ، لاہور، سن، ص 27

⁴- الافریقی، ابن منظور، أبو الفضل محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت الطبعه الثالثه، 1414ھ، 761-759/1

نصابِ تعلیم تدریس کے عمل کی ایک قابل دید پیداوار ہے جو کسی بھی معاشرے میں راجح معاشرتی، معاشرتی، اخلاقی اور ثقافتی اقدار اور راجح طریقہ کار کا عکاس ہوتا ہے جو محض کتاب نہیں ہوتا بلکہ تعلیم کے لیے رہنمائی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اسے تحریر نہیں کیا جاتا بلکہ تشکیل دیا جاتا ہے۔⁽¹⁾

عام طور پر کسی بھی تعلیمی ادارے میں پڑھائے جانے والے مضامین اور کورسز کو نصاب کہا جاتا ہے،⁽²⁾ لیکن مختلف ماہرین تعلیم ”نصاب“ یا نصاب تعلیم“ کو مختلف انداز سے پیش کرتے ہیں جس سے نصاب تعلیم کو مختلف حوالوں سے سمجھنے میں مدد ملتی ہیں⁽³⁾ نصاب کی ایک جامع تعریف کچھ اس طرح بیان کی جاتی ہے:

”نصاب تمام ذہنی، جسمانی، اخلاقی، معاشرتی اور معاشی سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ میں مطلوبہ سیرت و کردار پیدا کرتا ہے۔⁽⁴⁾ طلبہ کی صلاحیتوں کی نشوونما کرتے ہوئے ان کی بہترین تعلیم و تربیت کا وسیلہ بتاتا ہے۔ یہ ایک ایسا ”ایکشن پلان“ ہوتا ہے جو افراد کی تعلیم و تربیت میں رہنمائی فراہم کرتا ہے،⁽⁵⁾ جس میں مقاصد کا تعین بھی کیا جاتا ہے اور ان مقاصد کے حصول کے لیے لائجہ عمل بھی دیا جاتا ہے،⁽⁶⁾ جو تعلیم، وقت، حالات اور ضرورت کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے۔⁽⁷⁾ بہر حال نصاب کی کوئی محدود تعریف بیان کرنا ایک چیزیہ اور مشکل عمل ہے۔

نصابِ تعلیم کو تعلیم کا قلب بھی کہا جاتا ہے کیونکہ مقاصدِ تعلیم اگر منزل کی حیثیت رکھتے ہیں تو نصابِ تعلیم

¹-ندیم حسن گور، محمد مرتضی ملک، ٹیکسٹ بک ڈیوپلیمٹ، مراد علی پبلیکیشن، لاہور، سان: ص 168

²-Oxford dictionary of education.online

³- محمد موسیٰ ملک، شازیہ رشید، تدوین نصاب اور تدریس، جدراں پبلیکیشن، لاہور، 2012ء: ص 15

⁴- 286.Kerr, J.F. Changing the Curriculum. University of London Press. London, 1968.

⁵- نصاب سازی و انسلکشن، ص: 32

⁶-Ralph, W.Tyler. Basic Principles of curriculum and Instruction. Forward by peter and Hilcowitch, University of Chicago Press. Chicago, 1949:pi

⁷-Walton, J. The Curriculum in the Changing World. Armidale, N.S.W.: University of New England. England,1976:p 6

جادہ منزل کی حیثیت رکھتا ہے اور منزل تک پہنچنے کے لیے جادہ منزل سے آگاہی انتہائی ضروری ہے،⁽¹⁾ اور ہماری منزل دین اسلام کے مطابق اپنی نئی نسل کی تعلیم و تربیت کرنا ہے دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہمارا موجودہ نصاب تعلیم ہماری نظریاتی اساس کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے یا نہیں؟

قیام پاکستان کا سب سے پہلا تقاضا یہی تھا کہ مسلمانوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم مل جائے جہاں وہ اسلام کے مطابق اپنی زندگیاں بس رکھیں، چونکہ دین اسلام کے مطابق زندگیاں گزارنے کے لئے افراد کی تعلیم انتہائی لازم ہے اور افراد کی تعلیم کا انحصار نصاب تعلیم پر ہوتا ہے جو چند علوم پر مشتمل ہوتا ہے جس سے انسان کو بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں

ابن خلدون فرماتے ہیں:

”والكتابة من بين الصنائع أكثر إفادة لذلك، لأنها تشتمل على العلوم والأنظار بخلاف الصنائع. وبيانه أن في الكتابة انتقالاً من الحروف الخطية إلى الكلمات اللفظية في الخيال، ومن الكلمات اللفظية في الخيال إلى المعاني التي في النفس، فهو ينتقل أبداً من دليل إلى دليل، ما دام ملتسباً بالكتابة وتعود النفس ذلك دائمًا. فيحصل لها ملكة الانتقال من الأدلة إلى المدلولات، وهو معنى النظر العقلي الذي يكتسب به العلوم المجهولة، فتكسب بذلك ملكة من التعقل تكون زيادة عقل. ويحصل به مزيد فطنة وكيان في الأمور، لما تعودوه من ذلك الانتقال“²

یعنی تحریری نصاب زیادہ افادیت کا حامل ہوتا ہے کیونکہ یہ چند علوم پر مشتمل ہوتا ہے۔ تحریر میں حروف سے الفاظ اور الفاظ سے معانی کی طرف، جو نفس میں قائم رہتے ہیں ذہن متوجہ ہوتا ہے اور نفس کے اندر دلائل سے مدلولات کی طرف منتقل ہونے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے جو نامعلوم کو حاصل کرنے میں مدد کرتا ہے اور نامعلوم علوم کو بار بار حاصل کرنے سے عقل و دانش میں اضافہ

¹- پاکستان میں تعلیم کے تناظر: ص 276

²- ابن خلدون، ابو زید عبد الرحمن بن محمد، مقدمہ ابن خلدون، دار الفکر، بیروت الطبعۃ الثانية، 1408ھ / 1988م: ص 245

ہوتا ہے اور دیگر تمام باتوں کی سمجھ بوجھ اور ہوشیاری میں اضافہ ہوتا ہے۔“

یہ نصابِ تعلیم ہی ہے جس کے ذریعے انسان وہ علوم حاصل کرتا ہے جن سے وہ پہلے ناواقف ہوتا ہے۔ اس سے اس کی عقل و دانش میں اضافہ ہوتا ہے اور اس میں تمام کاموں اور باتوں کی سمجھ بوجھ، طبعی ہوشیاری اور ذہنی بیداری پیدا ہوتی ہے اس کے علاوہ یہ افراد میں علم وہنر سکھانے کا بہترین ذریعہ ہوتا ہے جس سے معاشرے میں ان کی افادیت بڑھ جاتی ہے اور اسی بنیاد پر افراد میں استدلال کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی ہے۔

لیکن ہمارا موجودہ نصابِ تعلیم افراد میں کسی قسم کی ذہانت، اعلیٰ سوچ، عقل و دانش اور سمجھ بوجھ میں اضافہ نہیں کرتا کہ وہ اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھال سکیں بلکہ مختلف قسم کے علوم کی پچیدگیاں انسانی عقل و دانش کو سلب کر لیتی ہیں اور انھیں صحیح اور غلط کی بھیجاں تک نہیں ہو سکتی۔

قیام پاکستان کا دوسرا اہم تقاضا یہ تھا کہ سارے شہریوں میں ایک قوم ہونے کا تصور مستلزم ہوتا اور پوری قوم کو اتحاد و اتفاق سے زندگیاں گزارنے کی تربیت نصابِ تعلیم ہی کے ذریعہ دی جاتی ہے جو قوم کو اتحاد کے ساتھ رہنے کی ذہنی تشکیل و تعمیر کرتا ہے اور اسی اتحادِ ملی کے بل بوتے پر ملت و ملک کی قیادت و رہنمائی کی صلاحیت عطا کرتا اور ماضی میں اتحادِ ملی پر مبنی قدیم ذخیرہ علوم و تصنیفات سے مستفید کرتا ہے، بلکہ ملک و ملت کی رہنمائی و ذہن سازی کی صلاحیت پیدا کرنے میں خاص اور بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسی اتحادِ ملی¹ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے ان میں تحقیقی، تنقیدی اور تخلیقی سوچ پیدا کرتا ہے،^(۱) تاکہ حالات کے تقاضوں کی جانب کرتے ہوئے پوری قوم امتِ واحدہ بن کر زندگی گزار سکے۔

لیکن ہمارا موجودہ نصابِ تعلیم میں ایسا کوئی مواد موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ امتِ مسلمہ کی تعلیم و تربیت اتحادِ ملی¹ کے اہم مقصد کو پیش نظر کی جاسکے۔

قیام پاکستان کا ایک اہم تقاضا یہ بھی تھا کہ مسلمان ہر لحاظ سے ہندوؤں سے الگ قوم ہیں اور اپنے اسی تشکیل کو برقرار رکھنے کے لیے وہ ایک الگ وطن کے مقاضی تھے اور نصابِ تعلیم ایسا ہی ہونا چاہیے جو اس تقاضے کی تشکیل کرتا ہو۔ کیونکہ نصابِ تعلیم ہی ایسا آلہ کار ہے جو انسان کی ضرورتوں کی حفاظت بھی کرتا ہے اور ان سے متعلق

¹—GOP. Minimum Standarads for Quality Education in Pakistan:p6, Published by Ministry of Education,2017,

معلومات کو مقید کرتا ہے تاکہ بلند معیاری زندگی گزارنے کے لیے انسان اپنی زندگی میں کسی بھی وقت اس سے رہنمائی حاصل کر سکے۔ نصابِ تعلیم ہی واحد ذریعہ ہے جس میں انسانی افکار و علوم کے متانخ کو محفوظ کر کے انھیں داگی بنادیا جاتا ہے اور یہی نصابِ تعلیم معانی کے وجود کے رجیوں کو بھی بلند کرتا ہے اور پھر نہ صرف سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے والوں کے لیے بلکہ تعلیمی اداروں سے دور رہنے والے افراد کے لیے بھی یہ کتب رہنمائی کا کام کرتی ہیں،⁽¹⁾ جس سے انسانی عقل و تدبیر میں اضافہ ہوتا ہے۔ نصاب انسان میں نئے نئے خیالات پیدا کرتا ہے اور اس کے لیے نئے نئے تجربات کی راہیں کھولتا ہے جس کی بنیاد پر وہ فطرت اور تاریخ کے ہر چیزیں کا مقابلہ کرتا ہے۔ نصاب ہر مشکل کا حل نکالتا ہے، ہر کمزوری یا کوتاہی کا ازالہ کرتا ہے اور اپنی ضرورت پوری کرنے کی راہیں نکالتا ہے، بھوک، پیاس، خود، قدرتی آفات، درندوں اور جنگلوں جیسے ہر چیزیں کا مقابلہ کرتا ہے بلکہ ایسے حالات میں انسان زیادہ تیزی سے متحرک ہوتا ہے کیونکہ وہ جان چکا ہے کہ اب انسان کے ناخن تدبیر اور سحر تنفس کی بنا پر ہر مشکل کا حل اس کے پاس ہے اور یہ عقل و شعور انسان کو تعلیم ہی کی بدولت حاصل ہوا ہے۔⁽²⁾ لیکن ہمارا نصابِ تعلیم ایسا نہیں ہے کہ افراد میں اتنی اعلیٰ قسم کی خوبیاں اور مہار تیں پیدا کر سکے کہ وہ وقت اور حالات کا مقابلہ آسانی سے کر سکے۔

ایک اور اہم تقاضا نظریہ پاکستان کی حفاظت اور ترویج تھا۔ پاکستان بننے کے بعد سب سے اہم کام یہی تھا کہ اب پاکستان کو ایک اسلامی ریاست قرار دے کر اس میں اسلامی قوانین کا فناذ عمل میں لا یاجائے اور نظریہ پاکستان کی ترویج اور حفاظت کے لیے اس کی آنے والی نسلوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے اس مقصد کے لیے نصابِ تعلیم بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، ایک طرف اس ملک کی مادی و نظریاتی ترقی اور تعمیر کا انحصار اس ملک کے نصابِ تعلیم پر ہوتا ہے تو دوسری طرف اس ملک و قوم کے نظریات کی اشاعت و ترویج نصابِ تعلیم کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین چیزیں دی یعنی کی ہیں۔ ایک انسان کا بدبن، دوسرا ہے اس کا دل و دماغ اور تیسرا وہ چیز وہ ہدایت جو ان سب سے اہم ہے جس کی رہنمائی میں تعلیم و تربیت کے ذریعے انسان کا دل و دماغ صحیح سمت

¹- مقدمہ ابن خلدون، 2:241²- تعلیم کا تہذیبی نظریہ، ص 28

میں کام کرتا ہے۔⁽¹⁾

پاکستان کا نصابِ تعلیم صحیح معنوں میں نظریاتی تعلیم کو اساس فراہم نہیں کر سکا۔ اس میں کہیں بھی نظریہ پاکستان کی جھلک دکھائی نہیں دیتی اور نہ ہی کوئی مضمون بچوں میں نظریہ پاکستان سے محبت کا جذبہ پیدا کرتا ہے کیونکہ تعلیمی اداروں سے فارغ نوجوان اسلامی شعائر سے نا آشنا اور اسلامی تہذیب و ثقافت اور اسلامی تہذیب و علوم کی محبت یاد لچکی سے بے نیاز ہوتا ہے اور نہ ہی اس میں اتنا شعور ہوتا ہے کہ وہ غیر اسلامی مغربی فلسفہ کے رہنمای و نقصانات کو پہچان سکے،⁽²⁾ نظریہ پاکستان سے متعلقہ مضمون کو عام طور پر جغرافیہ اور تاریخ کے مضامین میں شامل کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں مضامین ایمینٹری نصاب میں تو شامل ہیں لیکن ان کا امتحان پنجاب اگزیکٹی نیشن کمیشن لیتا ہی نہیں جس کی وجہ سے نہ اساتذہ اس مضمون کو پڑھانے میں دلچسپی لیتے ہیں اور نہ ہی بچے اس مضمون کو پڑھنے کا کوئی شوق رکھتے ہیں جس کی وجہ سے نئی نسل نظریہ پاکستان سے نا آشنا ہوتی جا رہی ہے۔

مسلمانوں کا معاشی تحفظ بھی پاکستان کی نظریاتی اساس کا اہم تقاضا ہے کیونکہ جو قوم اپنا معاشی تحفظ نہیں کر پاتی وہ اپنے عقیدہ و ایمان، اخلاق و کردار، فکر و ثقافت اور فرد و معاشرہ کو آزمائش میں ڈال دیتی ہے اور خاص طور پر اس وقت جب ایک طرف بے حد مالدار افراد ہوں تو دوسری طرف بچارے غریب اور لاچار افراد جو ایک وقت کی روئی کے لیے بھی ترستے ہیں،⁽³⁾ اسی لیے سر سید احمد خان نے اپنے دور میں مسلمانوں کو مشورہ دیا تھا کہ اگر مسلمان اپنی پہچان، ساکھ اور مذہب کو بچانا چاہتے ہیں تو انھیں تعلیم ہی کے ذریعہ معاشی طور پر خود کو مستحکم کرنا ہو گا۔ اس لیے انہوں نے مسلمانوں کو دینی نصابِ تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید نصابِ تعلیم کی تعلیم حاصل کرنے کا مشورہ دیا تھا تاکہ وہ معاشی استحکام حاصل کر کے غیر اسلامی استعماریت کا مقابلہ خود اعتمادی اور حوصلہ مندی سے کر سکیں۔⁽⁴⁾

درج بالا بحث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ نصابِ تعلیم ایک اہم ذریعہ ہے جو امتِ مسلمہ کی نظریاتی اساس کے

¹- ایضاً

²- تعلیم کا تہذیبی نظریہ: ص 46

³- یوسف القرضاوی، اسلام اور معاشی تحفظ، مترجم، عبدالحمید صدیقی، بدر پبلی کیشنر، لاہور، 1978ء: ص 15، 16

⁴- تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ: ص 34، 33

تمام تقاضوں کی تکمیل کرتا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مسلمان قوم اپنی آنے والی نسلوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتی ہے اور اپنے اسلامی و قومی ورثہ کی بقا کی خاطر اپنی زندگی کا حاصل سفر اپنی نئی نسل کو سونپ کر اس دنیا سے رخصت ہوتی ہے لیکن پاکستان میں اسلامی نظام اور اسلامی قانون کے بارے میں ہماری نظریاتی اور فکری کمزوریوں کی بدولت ملک کی موجودہ صورتحال انہتائی تشویشناک ہو چکی ہے۔ جتنا ہم اسلام سے دور ہوتے جا رہے ہیں اتنا ہی نظریاتی اساس سے ہمارا تعلق کمزور ہوتا چلا جا رہا ہے اور الیکٹرانک میڈیا نے ہماری نظریاتی اساس کو کمزور کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ میڈیا کے اس دور میں نظریاتی جنگیں میدان سنہجات رہی ہیں اور یہ نظریاتی الجھاؤ صرف ہمارے سیاسی اور ثقافتی حلقوں ہی میں نہیں ہے بلکہ زندگی کا ہر شعبہ نظریاتی الجھاؤ کا شکار ہو چکا ہے۔⁽¹⁾ چونکہ پاکستان بحیثیتِ اسلامی ریاست عالمی مغربی طاقتوں کو ہضم نہیں ہو رہا اسی لیے اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ نظریاتی جنگ کے میدان میں اُتر آئی ہیں۔ ان کا سب سے اہم وار پاکستان کی نظریاتی اساس کو کمزور کر کے نظریہ پاکستان کا خاتمه اور اسے ایک جمہوری ریاست قرار دینا ہے۔ کئی اسلامی ممالک ان غیر اسلامی طاقتوں کے اس وار کی نظر ہو چکے ہیں اور اب وہ پاکستان کے خلاف بر سر پیکار ہیں۔ حقیقت میں یہ جنگ پاکستان کے خلاف نہیں بلکہ اسلامی نظریہ حیات کے خلاف ہے اور غیر اسلامی ادیان کی اشاعت و تبلیغ کے لیے لڑی جا رہی ہے۔

اس حوالے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّىٰ تَتَبَعَّ مِنْتَهَمُ﴾⁽²⁾

”اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی، یہاں تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔“

مغربی دنیا نے سیاسی آزادی کے نام پر امتِ مسلمہ کو بیوی قوف بنا کر باطل افکار کو بے نقاب کرنے والی رائے دی کی آزادی، تنقید کی آزادی، تقریر و تحریر کی آزادی اور اجتماع کی آزادی سے محروم کر دیا ہے جبکہ اربابِ اقتدار کو

¹ محمود مرزا، مسلم ریاست جدید کیسے بنے؟، دارالفنون، لاہور، طبع اول، 2005ء: ص 7

² البرقة: 120

چھوٹ دے رکھی ہے کہ وہ اپنے عوام کے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں،⁽¹⁾ یہ مغربی استعماریت کا ایک ہتھکنڈا ہے جس کے ذریعہ وہ پاکستان میں بھی اپنا سلط قائم کرنا چاہتے ہیں اسی لیے تولعماہ اقبال نے اپنے آخری خطبہ میں انسانی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مغرب استعماریت کو قرار دیا ہے،⁽²⁾ کیونکہ ان کی ساری کوششیں انسانی ترقی کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیا میں اپنی اجراہ داری کے حصول کے لیے ہیں۔

مغربی طاقتیں تو رہی ایک طرف پاکستان کے اندر پاکستان کے بارے میں نظریاتی تصورات و افکار بدلتے دکھائی دے رہے ہیں اور اس میں وہ لوگ ملوث ہیں جن پر بانیان پاکستان نے خود گرفت کی تھی،⁽³⁾ یہ دانشور ایسے ہیں جو دو قوی نظریے کے منکر ہیں اور پاکستان کے نظریاتی تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے پاکستان کو نفرت کی سیاست کا شاخہ سانہ کہتے ہیں اور کسی صورت یہ یمانے کے لیے تیار نہیں کہ پاکستان کسی نظریہ اسلامی کی بنیاد پر قائم ہوا ہے یا قائد اعظم^{رجہی} نظریاتی لیڈر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ نظریہ پاکستان اور نظریہ اسلام کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے حالانکہ قائد اعظم^{رجہی} نے کھلے الفاظ میں وضاحت کر دی تھی کہ تصویر پاکستان اور نظریہ اسلام میں کوئی فرق نہیں ہے،⁽⁴⁾ یہی لوگ ہیں جنہوں نے پاکستان کی نظریاتی اساس کو ہر ممکن نقصان پہنچانے کی کوششیں کی ہیں اور ان کا یہی حربہ ہے کہ نظریہ پاکستان سے محبت اور اس کے تحفظ کے جذبے کو نئی نسل کے دلوں میں اجاگر ہونے سے روکا جائے اس لیے وہ نصاب تعلیم کو سیاسی مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

افراد کی تعلیم و تربیت کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ انسان اتنا باشمور، قابل فہم اور بالغ ہو جائے کہ دورِ جدید کے بدلتے حالات کی بدولت درپیش مسائل کو تحقیق، غورو فکر، مشاہدہ اور قدرت کے مطالعہ سے حل کر سکے⁽⁵⁾ لیکن پاکستان کا نصاب تعلیم ایسا ہے کہ سولہ سالہ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود بھی نوجوان اس حالت میں تعلیمی

¹- یوسف القرضاوی، اسلامی نظام۔ ایک فریضہ، ایک ضرورت، مترجم محمد طفیل انصاری، الپر پبلیکیشنز لاہور، طبع اول، نومبر 1993ء، ص: 28

²- خورشید احمد، اسلامی تحریک۔ درپیش چینچ، انٹی ٹیوٹ پالیسی اسٹڈی اسلام آباد، طبع دوم، 1995ء: ص 63

³- اسلامی تحریک۔ درپیش چینچ: ص 64

⁴- ایضاً: ص 64

⁵- مسلم ریاست جدید کیسے بنے؟: ص 9

اداروں سے فارغ ہوتے ہیں کہ نہ تو ان میں کوئی اسلامی شعائر کا رنگ دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی ان میں اسلامی تہذیب و ثقافت کی محبت یاد پچسی دکھائی دیتی ہے اور نہ ہی ان میں اتنی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ مغربی فلسفہ پر تقید کر سکیں اور فکر و تحقیق کے ذریعہ اسلامی تہذیب و علوم کے سرمایہ کا سراغ لگا سکیں یہی چیز مسلم معاشروں کی ہر سوتزمی کا باعث بنی۔⁽¹⁾ ایسے ذہنوں والے نوجوانوں پر کوئی بھی پارٹی حکومت کرے، کسی کی بھی وزارتِ عظمی قائم ہو، اور کیسے ہی عظیم منشور اور دستاویز ملکی فضاؤں میں اہرائے جائیں انھیں ان سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی تو ایسے حالات میں کسی قسم کی ترقی نہیں ہو سکتی، نہ مادی اور نہ علمی طاقتیں یہی تو چاہتی ہیں اور ہر ملک پر اپنی حاکیت قائم کرنے کے لیے اپنی مرضی کی حکومت قائم کرنا ان کا شیوه ہے تاکہ تمام ملکوں کو کنٹرول کر کے خود عالمگیر حکمران بن کر پوری دنیا پر حکمرانی کر سکیں اور اپنی من مانی کر سکیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا رأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ كَانُهُمْ خُشُبٌ
مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُ فَاحْذَرُهُمْ قَاتَلُهُمُ اللَّهُ أَنَّى
يُؤْفَكُونَ﴾⁽³⁾

”اور جب تم ان (کے تناسب اعضا) کو دیکھتے ہو تو ان کے جسم تمہیں (کیا ہی) ابھی معلوم ہوتے ہیں اور جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو تم ان کی تقریر کو توجہ سے سنتے ہو (مگر فہم و ادراک سے خالی) گویا لکڑیاں ہیں جو دیواروں سے لگائی گئی ہیں، (بزدل ایسے کہ) ہر زور کی آواز کو سمجھیں (کہ) ان پر بلا آئی، یہ (تمہارے) دشمن ہیں ان سے بے خوف نہ رہنا۔ خدا ان کو ہلاک کرے۔ یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔“

دنیا کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اسلام دشمن عناصر اسلام سے ہمیشہ خوفزدہ رہتے ہیں اور اسی لیے دین اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے ہیں اور سب سے پہلے مسلمان قوم کے نظام تعلیم

¹- ایضاً

²- تعلیم کا تہذیبی نظریہ: ص 46

³- المناقون 4:63

میں پڑھائے جانے والے نصابِ تعلیم ہی کو بدلتے اور اسے اپنی ضرورت اور خواہش کے مطابق تشكیل دینے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔⁽¹⁾

اسی لیے مغرب کا سب سے پہلا حملہ پاکستان کے نصابِ تعلیم پر ہوتا ہے تاکہ پاکستان کے مسلمانوں کے اندر ایک طرف نظریاتی چاہت کو ختم کرتے ہوئے اسلامی نظریہٗ حیات کو ختم کر دیا جائے تو دوسری طرف صنعتی و پیداواری صلاحیت و تکنیکی مہارت سے محروم کرتے ہوئے انھیں معاشی طور پر بدحال کر دیا جائے تاکہ اس معاشی بدحالی سے تنگ آکر اپنے نظریات پر سمجھوتہ کرتے ہوئے وہ مغربی ترقی یافتہ ممالک سے امداد طلب کریں جس کے بدلے وہ اپنی شرائط لا گو کریں اور پورے یورپ اور یورپی تہذیب و ثقافت اور اس کے قائدانہ کردار اور سمجھی کا خاتمه کرنے والی پورے عالم اسلامی کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار نہ ہونے دیا جائے۔

ہر پاکستانی کو دین اسلام کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کا پورا حق ہے۔⁽²⁾ اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے قیام پاکستان کے بعد سے لے کر آج تک جتنی بھی تعلیمی پالیسیاں، منصوبہ جات اور کمیشن بنے، کافر نز منعقد ہوئیں یادستاویز بنے سب میں تعلیم کا ایک اہم مقصد پاکستان کا اسلامی کردار قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے اس مقصد کے حصول کے لیے افراد کی سیرت و کردار کی تعمیر و تشكیل ایک انتہائی لازمی امر ہے اور اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ سکولوں میں نظریاتی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے⁽³⁾ اس کے علاوہ جو نظریاتی اسلامی بنیادیں پاکستان کی تخلیق کا باعث بنیں انہیں مختلف سطحوں پر نصابِ تعلیم کا حصہ بنایا جائے،⁽⁴⁾ تاکہ یہ انقلاب تعلیم کے ذریعہ لایا جائے لیکن بد قسمتی سے زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح نصابِ تعلیم میں بھی اس انقلابی عمل کا آغاز نہ ہو سکا جو ہمیں پاکستان کی غایت و وجود کی راہ پر گامزن کر سکتا اور نہ ہی ہمارے طرزِ عمل میں ایسی تخلیقی روح کا فرماہوئی جو پاکستانیوں کو ایمانی و تہذیبی شعور کی روشنی میں زندگی کی نئی راہیں نکالنے کے لیے تحرک کر سکے،⁽⁵⁾ اور اس

¹- تعلیم کا تہذیبی نظریہ: ص 33

²- اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور: آرٹیکل 20 (الف)

³- پاکستان میں تعلیم کے تناظر: ص 42, 43,

⁴- شاہد، ایس ایم، سینڈری تعلیم، مجید بک ڈپ، لاہور، طبع اول، 2011: ص 292

⁵- تعلیم کا تہذیبی نظریہ: ص 32

کے نفاذ کی ذمہ داری حکومت پر ہوتی ہے لیکن حکومتِ پاکستان اس معاملے میں سنجیدگی سے عمل کرتی دکھاتی نہیں دیتی۔

جدید دور میں طاقتور قوموں کی توجہ روائی جنگوں سے ہٹ کر نظریاتی جنگوں کی جانب مبذول ہو چکی ہے۔ نظریاتی جنگ میں میدان مارنا زیادہ کارگر ثابت ہوتا ہے جس میں فوجوں، جنگی میزائل، توپوں اور مورچ بندی کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ وہ جان چکے ہیں کہ عسکری طاقت کا استعمال مسلمانوں کے اندر اشتعال انگیزی اور سرکشی کو مزید بھڑکا دیتا ہے اس لیے انہوں نے نظریاتی فریب کا سہارا لیا ہے،⁽¹⁾ جس میں چند مخصوص حکمتِ عملیوں کو اپنا کر مستقل مزاجی کے ساتھ نظریاتی جنگوں میں فتح حاصل کی جاسکتی ہے اس کا بہترین حربہ نصابِ تعلیم کو بنایا جاتا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ نصابِ تعلیم ہی وہ واحد راستہ ہے جو پاکستان کے مسلمانوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کرتا ہے، انہیں ایک نظریاتی اساس پر مستحکم کرتا ہے۔ اور اس کی خاطر قربانیاں دینے کے لیے ان میں جوش و جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اہل مغرب نے نصابِ تعلیم میں من مانی تبدیلیوں کو اپنا ہتھکنڈہ اتنا لیا ہے جو پاکستانیوں کو فکری و نظریاتی پریشانی کا شکار کر رہا ہے اور انھیں شخصی آزادی کے نام پر ان کی نظریاتی اساس سے دور کرنے کی سوچ و فکر پیدا کرتا ہے اور یہ سلسلہ قیام پاکستان سے ہی چلا آرہا ہے۔ ہر دور میں ہر نئی حکومت نے کوئی نہ کوئی پالیسی، منصوبہ جات، کمیشن یا کمیٹیاں بنائیں اور اپنے کام کو پہلے سے زیادہ کامیاب بنانے کے لیے بڑی بڑی سفارشات پیش کیں، ان کے عملی نفاذ کے لیے بڑی بڑی منصوبہ بندی کی لیکن پھر بھی ناکام ہو گئی اور یہ سلسلہ قیام پاکستان سے آج تک جاری ہے اور نظامِ تعلیم بہتری کے بجائے ابتری کی جانب بڑھ رہا ہے۔

تجاویز و سفارشات

- ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنے کے لیے جو بھی نصابِ تعلیم اپنائیں اس میں اپنے نظریات و عقائد اور افکار کو اپنے تہذیبی شعور کے ساتھ بہترین انداز میں پیش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ضابطہ حیات کی وراثت کو پانے کے لیے مضبوط ہاتھ سامنے آئیں جو اپنے اندر اس نظریہ حیات کی تکمیل کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہوں اور آنے والے وقت میں دین اسلام

¹ اسلامی نظام۔ ایک فریضہ، ایک ضرورت: ص 24

- کے بہترین تحفظ کی خاطر درپیش ہر طرح کے چیلنجز کا جواب بھر پور طریقہ سے جواب دے سکیں۔
- نظریہ پاکستان کی ترویج اور آئینیں کی بالادستی حکومت پاکستان کا فرض ہے اور اس فرض کی ادائیگی کے لیے اسے نہایت اہم اور ٹھوس اقدامات کرنا ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نظام حکومت منتخب کرنے کا اختیار دیا ہے اور جہاں تک اس کی بنیاد کا تعلق ہے تو وہ قرآن و سنه کے اصول ہیں۔
 - نظریہ پاکستان کے شعور کو زندہ رکھنے اور لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کرنے کے لیے میدیا کا بھر پور ثابت استعمال کیا جائے جس پر غیر ملکی نظریات کی تشهیر پر پابندی لگائی جائے اور اپنی اسلامی تہذیب و ثقافت کی تشهیر کے لیے شعبہ اطلاعات و نشریات سے کام لے کر لوگوں کے دلوں سے نظریہ پاکستان سے متعلق شکوک و شبہات کو دور کیا جائے اور حکومت پر یقین و اعتماد پیدا کیا جائے۔
 - افراد کی تعلیم و تربیت اور یادداہی کے لیے نظریہ پاکستان اور آئینی اصلاحات کو بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے منتخب شدہ نصابِ تعلیم کا لازمی حصہ بنادیا جائے۔
 - اسلامی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور سے آج تک مسلمانوں کے تعلیمی اداروں میں نصابِ تعلیم کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے مسلمانوں کے تعلیمی اداروں میں خاص طور پر ان مضامین کو ترجیح دی جاتی تھی جو انسان کو انسان بنانے میں روحانی اور اخلاقی قدرتوں کا مرکزی درجہ رکھتے تھے اس لیے بحیثیتِ مسلمانِ قوم ہمیں بھی اپنے نصابِ تعلیم میں ایسے مضامین کا انتخاب کرنا چاہیے جو بچوں کی اخلاقی تربیت بہتر انداز سے کر سکیں۔
 - جہاں تک نصابِ سازی کا تعلق ہے تو نصاب سازی اس انداز سے نہیں کرنی چاہیے کہ کسی کو ڈاکٹر بنادیا جائے کسی کو سائنسدان، کسی کو نجیمیر یا کسی کو مذہبی سکالر بلکہ اس تصور کے ساتھ نصابِ تعلیم مرتب کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں عبد بنانا کر بھیجا ہے اور اس حیثیت سے ہمیں کچھ ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں جنہیں احسن طریقہ سے نبھانا ہم سب کا فرض ہے تو اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اس طرح نصاب سازی کرنی چاہیے کہ ہر مضمون میں ایسی روح پیدا ہو جائے کہ اس سے تعلیم یا نہ ایک رکشہ چلانے والا، ایک ڈاکٹر، ایک استاد، ایک سائنسدان یا ایک فوجی اس جذبہ اور مقصد کے تحت کام کرے کہ وہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا عبد ہے اور اللہ کی رضا اور اتباع رسول ﷺ کے حصول کے لیے کام کر رہا

۔

- تیز فقار سائنس اور ٹکنالوژی کے دور میں عالمی اور قومی تقاضے تیزی سے بدل رہے ہیں اور علوم میں سب سے زیادہ اہمیت سائنسی علوم کو دی جا رہی ہے کیونکہ زندگی کے ہر شعبہ میں سائنس داخل ہو چکی ہے۔ دفاع کا میدان ہو یا میں کی دوڑ، سیاست کی جنگ ہو یا سیاحت کی تشویش، تعلیم و تربیت کی بات ہو یا تجربات کا انتخاب؛ ہر میدان میں سائنس نے گھر کر لیا ہے لیکن اس کے لیے پوری قوم کو سائنسدان بنانے کی مہم غیر فطری ہے۔ پاکستان بھلے ہی ایک پسمندہ ملک ہے اور اسکے مالی وسائل محدود ہیں لیکن اس میں بھی اس جدیدیت اور ترقی کا عمل تیز کرنے اور عوام میں تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے نئے معاشرتی روایوں اور سائنسی سوچ و فکر کی ضرورت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قوم کے ہر فرد کو بہترین تعلیم و تربیت کے ذریعہ ہر محاذ کے لیے تیار کر کے اپنے ملیٰ و قومی تنہض کا تحفظ اور دفاع ہر صورت ممکن بنایا جائے۔

حاصل بحث

درج بالا بحث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ نصابِ تعلیم ایسا ذریعہ ہے جو امتِ مسلمہ کی نظریاتی اساس کے تمام تقاضوں کی تکمیل کرتا ہے۔ اس کے ذریعہ مسلمان قوم اپنی آنے والی نسلوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتی ہے اور اپنے اسلامی و قومی ورثہ کی بقا کی خاطر اپنی زندگی کا حاصل سفر اپنی نئی نسل کو سونپ کر اس دنیا سے رخصت ہوتی ہے۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی وراثت میں بہترین اضافہ کر کے اگلی نسلوں کو منتقل کریں جس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنے کے لیے جو بھی نصابِ تعلیم اپنائیں اس میں اسلامی نظریات و عقائد و افکار کو اپنے تہذیبی شعور کے ساتھ بہترین انداز میں پیش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ضابطہ حیات کی وراثت کو پانے کے لیے مضبوط ہاتھ سامنے آئیں جو اپنے اندر اس نظریہ حیات کی تکمیل کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہوں اور آنے والے وقتوں میں دین اسلام کے بہترین تحفظ کی خاطر درپیش ہر طرح کے چیلنجز کا جواب بھرپور طریقہ سے دے سکیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان میں اس نظریہ حیات کی دعوت و تبلیغ کی صلاحیت بھی موجود ہوتا کہ انسانیت کو دنیا اور آخرت کے خسارے سے بچایا جاسکے۔